



جولائی - اگست
2011

(دوسری حدیث)

منکرین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا

شیخ الحدیث علامہ محمد تقی عثمانی دارالعلوم

شرک اور اس کی حقیقت

ابو الیقین قادری صاحب ساقی

سید القادر
کی تعلیمات اور گاہک

مولانا غلام مرتضیٰ بزاروی

فضائل و مسائل رمضان

علامہ اعلیٰ عباس بھٹائی

جامعۃ نظامیہ رضویہ

لاہور 042-37685030 شیخوپورہ 056-3786428

دارالافتاء..... آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل وقت افطار کی تحقیق.....

اسلام آباد دارالعلوم نظامیہ دارالافتاء دارالعلوم رضوی دارالعلوم

مسئلہ رویت ہلال

مفت سید الرحمن بزاروی

روزہ، تراویح، اعتکاف اور صدقہ فطر

علامہ سید فضل قادری

(پہلی قسط.....)

DUEL ایجوکیشن سسٹم کیا ہے؟

ڈاکٹر قزوین قیاض بٹ

اسلام میں گناہ گری کی ممانعت

علامہ سید محمد تقی عثمانی بشار اویسی



ایبیل

بسم الله الرحمن الرحيم

عمری جناب

اسلام ٹیکہ و سنت انڈیا کا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلیٰ عہد اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکا و لطیف و ثنات سے جامعہ نظامیہ رضویہ روز افزوں ترقی کی جانب گامزن ہے۔ ہم اعلیٰ جامعہ کا شمار صرف اول کے ان اداروں میں ہوتا ہے جو نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی علوم دینیہ و عصریہ کے باہر افروغی کی تحسین مہیا کر رہے ہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ سے سائنس حاصل کرنے والے چاروں تحفظ و ترقی و علم اور مقبول اور مذہبی اور لڑکھائے نور مزہر پر احسن طریق خدمت دین کو انجام دے رہے ہیں۔ ہمارا غلبہ و طاہرات سے تعلیم و تعلم کے ساتھ ان کے قیام و تعلم اور ترقی و ترقی و ترقی کا جامعہ ہی کفیل ہے اور یہ سب آپ جیسے ورد و رکھنے والے مجھے حضرت کے تعاون سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

آج کے اس بد فتن دور میں جبکہ دین بڑا ربطی و لادین تعلق رہا مگر اسی عاقبتی قوم میں اسلام کے ان گھسٹوں کے دوران کے خلاف بھرپور جدوجہد و کوشش میں مصروف ہیں ان مدارس دینیہ کی جگہ اور احکام کی خدمت پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ طلب و طالبات کے قیام و طعام کے علاوہ ادارہ اور اس کی برابری کے ساتھ ساتھ ان کے تعلیمی مصارف اور سہولتوں کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ سب سہولتیں و مشتمل شیخوپورہ میں جامعہ نظامیہ رضویہ کی برائے میں آکر ان لائسنس کی قیام و کام کی لائسنس سے متوقف ہے اور اس کی ذمہ داری کی خصوصیت کا منتظر ہے۔

آئیے!



رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کی خدمت میں اپنا حصہ لیتے ہوئے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کریں۔

ہیڈ آفس: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور۔ 042-37657314

ریکارڈنگ آفس: مسلم کمرشل بینک شاہ خاتم مار گیٹ لاہور 010083-0 // 3461-0

اعلیٰ تبارک و تعالیٰ اللہ علیک السلام و ثنات و ثنات

النظامیہ

عمری جناب



جلد نمبر 11 شمارہ نمبر 7-8

جولائی / اگست 2011ء

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

میر سید
محرم اکرام اللہ
0300-6212350

نوٹ: ادارہ "مجلہ نظامیہ" کا مضمون نگاری رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

مجلہ نظامیہ رضویہ
042-7665030

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	حمد باری تعالیٰ
۳	مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳	نعت رسول مقبول ﷺ
۳	مولانا صاحبزادہ قاضی عابد الدائم عابد
۵	باب الحدیث (مکرمین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا)
۵	شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق بزاروی
۸	شرک اور اس کی حقیقت
۸	ابوالفتح تقي غلام مرتضی ساقی
۱۷	روزہ تراویح، اعکاف اور صدقہ فطر
۱۷	علامہ میر افضل قادری
۲۳	مسئلہ رویت حلال
۲۳	مفتی فیض الرحمن بزاروی
۲۹	DUEL ایجوکیشن سسٹم کیا ہے؟ (پہلی قسط.....)
۲۹	فوزیہ فیاض بٹ صاحبہ
۳۳	لیلیۃ القدر کی فضیلت اور اس کی عبادات
۳۳	مولانا غلام مرتضی بزاروی
۳۸	فضائل و مسائل رمضان
۳۸	علامہ فیصل عباس جماعتی
۴۳	اسلام میں گداگری کی ممانعت
۴۳	علامہ میر محمد تقی بٹ صاحبہ
۴۷	دارالافتاء..... آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل (وقت افطار کی تحقیق)
۴۷	استاذ الاساتذہ مفتی محمد عبدالقیوم بزاروی رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆.....☆☆☆

حمد باری تعالیٰ عزوجل

(مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ)

کر مجھے درد دل عطا یارب
 دے مرے درد کی دوا یارب
 لاج رکھ لے گنہگاروں کی
 نام رحمن ہے تیرا یارب
 تو نے میرے ذلیل ہاتھوں میں
 دامن مصطفیٰ دیا یارب
 دے کے لیتے نہیں کریم بھی
 جو دیا جس کو دے دیا یارب
 مجھے ایسے عمل کی دے توفیق
 کہ ہو راضی تیری رضا یارب
 ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ
 اس بُرے کا بھی بھلا کر یارب
 میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات
 بات مٹا دی ہوئی بنا یارب
 مجھے دونوں جہانوں کے غم سے بچا
 شاد رکھ شاد دہما یارب
 تو حسن کو اٹھا حسن کر کے
 ہو مع الخیر خاتمہ یارب

نعت رسول مقبول ﷺ

مولانا صاحبزادہ قاضی عابد الدائم عابدی

سب سے اعلیٰ و زیباں ہمارا نبی
مسلک خورشید تاباں ہمارا نبی
جس سے رشد و ہدایت کی نعمت ملی
قاسم علم و عرفاں ہمارا نبی
ہر نبی اپنی امت کا سردار تھا
سب کا سردار و سلطان ہمارا نبی
جس نے سب و شتم پر بھی دی ہے دعا
بیکر عفو و احسان ہمارا نبی
میزبان جس کا خود نایق کائنات
ایسا اللہ کا مہمان ہمارا نبی
جن کی آمد پہ رقصاں ہوئی ہے بہار
ہے وہ جان بہاراں ہمارا نبی
چاند تارے بھی چمکے ہیں جس نور سے
وہ ہے مہر درخشاں ہمارا نبی
شاہ کون و مکاں مالک دو جہاں
پر فقیری پہ نازاں ہمارا نبی
ڈرنا مت روزِ محشر سے عابد کبھی
ہوگا تب بھی نگہباں ہمارا نبی

باب الحدیث

مکرمین زکوٰۃ سے جنگ لڑنا

شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کا وصال ہوا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے کئی قبائل نے کفر اختیار کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ لوگوں سے کیسے لڑیں گے جب کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ کہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پس جس نے (لا الہ الا اللہ) کہہ دیا مجھ سے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہوگئی۔

مگر اسلام کا حق باقی ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف ضرور بغاوت کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں غرق کرتے ہیں بے شک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے بکری کا بچہ بھی روکیں گے جو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ادا کرتے تھے تو میں اس رکاوٹ پر ان سے ضرور لڑوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم اور کوئی بات نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے کو کھول دیا پس میں نے جان لیا کہ یہی بات حق ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ ۱۸۸)

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اہل عرب میں سے بعض لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کر لی، بعض نے بت پرستی شروع کر دی، بعض میلہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کی اتباع کرنے لگے اور یوں انہوں نے ختم نبوت کا انکار کر دیا اور پیامدہ کے لوگ تھے اور ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ شامل تھے بعض نے اسلام سے روگردانی نہ کی یعنی کلمہ طیبہ پر باقی رہے لیکن انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ عبادت رسول اکرم ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خذ من اموالہم صدقة تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک

سکن لہم (سورۃ توبہ آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اے محبوب! ان کے مال سے زکوٰۃ لیجئے جس کے ذریعے آپ انہیں پاک اور پاکیزہ کر دیں۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ بے شک آپ کی دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

وہ کہنے لگے کہ رسول اکرم ﷺ کا غیر ان کو پاک ٹھہرنا لہذا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول ہونے کی وجہ سے یہ ایک مشکلات کا سامنا تھا رسول اکرم ﷺ کے وصال کی وجہ سے صحابہ کرام کی بہت سی دشمنان اسلام کی طرف سے خطرات اور خود یا دیگر رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے جس حد تک آپ دوچار تھے وہ کسی بھی ذی شعور شخص سے مخفی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمت و استقامت کی دولت سے نوازا جس کی بنیاد پر آپ نے نظام اسلام میں پیدا ہونے والے رخنہ کاسد باپ فرمایا اس وقت اگر آپ کمزوری دکھاتے اور ایسے لوگوں کو جو زکوٰۃ سے انکار کر کے بغاوت کی راہ اختیار کر چکے تھے، مکمل چھٹی دیتے تو حالات کو کنٹرول کرنا مشکل ہوتا اس لئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کی سوچ یہ تھی کہ یہ لوگ کلمہ گو ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کلمہ پڑھنے والے کی جان اور مال کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے لہذا ان کے خلاف جہاد درست نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جس شخصیت کو اس اہم موڑ پر امت مسلمہ کی قیادت اور رسول اکرم ﷺ کی جانشینی کے لئے منتخب فرمایا تھا اس کو اشراج صدر بھی فرمایا۔ کہ اس وقت یہی فیصلہ درست ہے اور یہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ کیونکہ جس طرح نماز روزہ، ہدنی عبادات فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ مالی عبادت کے طور پر فرض ہے اور کسی بھی فرض کا انکار کفر ہے اور اپنے شخص کے کلمہ کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر اس وقت ان کو ڈھیل دی جائے تو کوئی اسلامی شعار ان کی خواہشات کی بھیشت چڑھنے سے بچ نہیں سکے گا۔ اس لئے آپ نے فرمایا اگر بکری کا ایک پر بھی یعنی معمولی چیز بھی یہ لوگ زمانہ نبوی میں ادا کرتے تھے اور آج اس کا انکار کر رہے ہیں تو ان کے خلاف جہاد ضروری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس حقیقت کو واضح کاف کر دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صائب اور درست ہے۔ درحقیقت ایک اچھے حکمران کی یہی خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک میں اٹھنے والے فتنوں اور بغاوتوں کا صحیح ادارک کر کے ان کا سرکچل دیتا ہے تاکہ معاشرہ انتشار کا شکار نہ ہو اور بروقت صحیح فیصلہ کی قوت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو تقویٰ کے زیور سے مزین ہوتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو حدیث شریف پیش کی اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد

صرف غیر مسلم کے خلاف ہوتا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی مسلمانوں کے خلاف جہاد نہیں کیا بلکہ وہ لوگ زکوٰۃ جیسے اہم فریضہ کا انکار کر کے اسلام سے رُوگردانی کر چکے تھے۔ زکوٰۃ اسلامی عبادات میں اہم عبادت ہے اور یہ غرباء و مساکین کا حق ہے جس معاشرے میں زکوٰۃ کا نظام درست ہو زکوٰۃ کی وصولی اور اس کی تقسیم عدل اور دیانت پر قائم ہو وہاں افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ غرباء کا حق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وفي اموالهم حق للسائل والمحروم۔ (سورة الزايات آیت: ۱۹)

ترجمہ: اور ان مالدار لوگوں کے مالوں میں مانگنے والوں اور محروم طبقہ کا حق ہے۔

اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: توخذ من اغنياءهم وتورد على فقراءهم۔

زکوٰۃ مسلمانوں کے مالدار لوگوں سے لے کر ان (مسلمانوں) کے فقراء کو دی جائے۔

یعنی نہ تو کفار پر زکوٰۃ فرض ہے اور نہ ہی کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ محض فکس نہیں بلکہ عبادت ہے اور عبادت کے لئے ایمان و اسلام ضروری ہے اور چونکہ یہ مسلمانوں کا حق ہے اس لئے کسی غیر مسلم کو زکوٰۃ یا کوئی بھی واجب صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا: اخذ من اموالهم صدقة۔ (آپ ان کے مالوں سے صدقہ وصول کریں۔) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کے لئے حکومتی سطح پر نظام قائم کیا جائے اور حکومت وقت زکوٰۃ وصول کرنے اور اس کو مستحقین تک پہنچانے کا انتظام کرے یہ طریقہ نہایت درست اور اہم ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں بددیانتی کا عمل دخل نہ ہو جو لوگ مستحق ہیں زکوٰۃ کا مال ان تک پہنچے اس میں رشہ داری، سیاسی وابستگی اور دیگر عوامل کا قطعاً دخل نہ ہو اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ اور شرعی اصول پیش نظر رکھ کر یہ نظام چلایا جائے بلکہ اس نظام سے وابستگی کے لئے ان لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو شرعی فقہی مسائل سے بھی واقف ہوں اور اخلاقی اعتبار سے ان کی شہرت بھی اچھی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ان کٹھن حالات میں یہ فیصلہ امت مسلمہ کے حکمرانوں کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شرعی احکام کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شُرک اور اُس کی حقیقت

از کلمہ... ایوا الحقائق غلام ہر تقی ساقی
شُرک بہت بڑا جرم ہے، کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شُرک کرنا ہے، شُرک کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

دور حاضر میں مسلمانوں کو شُرک بنانے کی ایک سوچی سمجھی تحریک پورے زوروں پر ہے، جو اہل اسلام کے جائز امور کو بھی اپنی شُرک ساز نگاہ سے دیکھتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو شُرک بنا دیتے ہیں، مفسطوریہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک تحقیق پیش خدمت ہے۔
اسے پڑھیں سمجھیں اور سادہ لوح عوام کو شُرک بنانے والوں کی حقیقت کا اندازہ لگائیں۔

شُرک کی مذمت:

قرآن وحدیث میں جگہ جگہ شُرک کی مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الشرك لظلم عظیم..... (لقمان: ۱۳)

ترجمہ: بے شک شُرک بہت بڑا ظلم ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد افترى اثماً عظيماً..... (النساء: ۳۸)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ شُرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو اس کو جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شُرک کیا تو یقیناً اس نے بہت بڑا جہتان بائعہا۔

مزید ارشاد فرمایا:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك بالله فقد ضلّ ضللاً بعيداً..... (النساء: ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اسے نہیں بخشا کہ اس کے ساتھ شُرک کیا جائے اور جو اس کے علاوہ ہو

بے گناہ ہو۔

اس کو جن کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شُرک کیا تو وہ بہت دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

مزید فرمایا:

ان من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ومأواه النار وما للظالمين من الناصر..... (البقرة: ۱۷۶)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے ساتھ شُرک کرنے والے پر اللہ تعالیٰ نے جہنم سے حریم لگا دیا اور اس کو اللہ کا عذاب ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے جس اللہ تعالیٰ سے جہنم کو لے گیا ہے وہی اللہ تعالیٰ جس کے لیے جہنم ہے۔
ان الله لا يقبل منكم الا الصلوات اذا كنتم ايماناً بالله ولله الشرائع والملك لا تنقضون..... (احزاب: ۳۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ نے تمہیں ایمان دیا اور تمہاری شرائع اور ملک اللہ کا ہے۔

بڑے گناہ والے شُرک و کفر کے ساتھ کسی کو شُرک بنانے کی کوشش نہ کرنا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال رسول الله: لا تشركوا بالله الا ما تشاءون ولا تشركوا به ما تشاءون..... (مشکوٰۃ ص ۱۹۱)

ترجمہ: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کچھ وہ گناہوں کو شُرک نہ کرنا جو تمہاری مرضی سے ہوں۔

حدیث پاک میں ہے:

لا تشركوا بالله وان كنتم وحدهم..... (مشکوٰۃ ص ۱۹۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شُرک نہ کرنا اگرچہ تم تنہا ہو۔

جب کہ ایک روایت کا مضمون یہ ہے کہ اگرچہ تم تنہا ہو (مطلقاً) اور اپنے لیے حق تعالیٰ کو

جانے۔ (ابن ماجہ ص ۱۳۰)

شُرک کا معنی و مفہوم:

شُرک: حصہ داری، ہم سہری اور ہماری کو کہتے ہیں۔

شُرک: حصہ دار ہم سہرا اور ہماری کو کہنا جاتا ہے۔

شرعی اجتہاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح مانعاً اللہ کے برابر جو انسان کا حصہ دار یا شریک

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرنا اور اسے عبادت کے لائق سمجھنا شُرک کہلاتا ہے۔ (مختصر

شرح عقائد ص ۶۰، مکتوبات امام ربانی فقیر اول ص ۲۶۲، فقیر دوم ص ۲۶۲، فقیر تیسرا ص ۲۶۲)

العبادات، تکمیل الایمان وغیرہ)

نوٹ: غیر مقلد نجدی وہابیوں کے مصنف محمد صادق سیالکوٹی نے ”شُرک“ کسے کہتے ہیں؟ کا عنوان دے کر لکھا ہے:

خدا کی ذات و صفات اور اس کی ہر قسم کی عبادت میں کسی کو شریک (co. sharer) جاننا شرک (partnership) کہلاتا ہے۔ (النور التوحیدی: ۱۳۸)۔

اقسام شرک:

شرک کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں (۱) شرک فی الذات (۲) شرک فی الصفات (۳) شرک فی العبادت۔

شرک فی الذات:

اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کسی اور کی ذات یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ جیسا سمجھنا۔

اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے؟ وہ واجب الوجود، قدیم، الہ، معبود، مسمو، مستقل بالذات یعنی ازلی ابدی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا اس کی اولاد نہیں، ماں باپ، خاندان، قبیلہ اور وطن نہیں۔ وہ نسل، نسب اور برادری سے پاک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، اس نے سب کو پیدا کیا ہے لیکن اسے کسی نے پیدا نہیں کیا اسے نیند، اونگھ اور موت نہیں آتی، وہ بھول، چوک، جھگڑ، جھل وغیرہ سے پاک ہے۔

اب اسی طرح کسی اور کی ذات تسلیم کی جائے اور یہ باتیں اس میں مانی جائیں تو یہ شرک فی الذات ہوگا۔ الحمد للہ: کوئی عام مسلمان بھی یہ باتیں باقی مخلوق تو رہی ایک طرف، رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک میں بھی نہیں مانتا۔

ہمارے نزدیک ساری مخلوق سمیت آپ ﷺ بھی ممکن الوجود اور حادث ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محتاج اور انسانی و بشری اوصاف سے متصف تھے گو دوسروں سے امتیازی شان کے ساتھ ہی تھی۔

شرک فی الصفات:

اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک کرنا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جیسی صفاتیں کسی اور

میں تسلیم کرنا۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کیسی ہیں؟ ازلی، ابدی، مستقل، غیر فانی اسے وہ صفات کسی نے عطا نہیں کیں اور نہ ہی وہ ان صفات میں کسی کا محتاج ہے یہ عقیدہ کسی اور کے متعلق رکھنا شرک فی الصفات ہے۔

الحمد للہ: ہم مسلمان اس شرک سے بھی محفوظ ہیں، ہمارے نزدیک خود رسول اللہ کی صفات بھی حادث اور غیر مستقل ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئیں اور ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں آپ اپنی صفات میں بھی دوسرے لوگوں سے ممتاز ہیں۔

ان دونوں قسموں کی تردید کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ليس كم مثله شئى: (الشورى: ۱۱)

ترجمہ: اس جیسی کوئی چیز نہیں، نہ ذات میں نہ ہی صفات میں۔ مزید فرمایا:

قل هو الله احد - الله الصمد - لم يلد ولم يولد - ولم يكن له كفوا احد -

ترجمہ: اے محبوب! آپ اعلان کر دیں اللہ ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جتنا ہے اور نہ ہی اسے کسی نے جتنا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسرہ ہے۔

شرک فی العبادت:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو عبادت لائق قرار دینا کیونکہ عبادت کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے مخلوق میں سے کسی نبی، ولی، بزرگ کو بھی خواہ رسول اکرم ﷺ ہی کیوں نہ ہوں عبادت کے مستحق سمجھنا شرک فی العبادت کہلاتا ہے۔

الحمد للہ! مسلمان صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کسی نبی، ولی، فرشتے اور جن وغیرہ کی عبادت نہیں کرتے، مسلمان آج بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں - لا اله الا الله -

شرک کی اس قسم کی تردید کے متعلق ارشاد فرمایا:

ولا يشرک بعبداء ربہ احد - (الکہف: ۱۱۰)

ترجمہ: اور وہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔..... مزید فرمایا۔

والهکم الله واحد - (البقرة: ۱۶۳)

ترجمہ: اور تمہارا معبود (صرف) ایک ہی معبود ہے۔..... مزید فرمایا۔

وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه - (الاسراء: ۶۳)

اللہ سمیع وبصیر ہے: ان الله كان سميعا بصيرا۔ (النساء: ۵۷)

اس نے ہر انسان کو سمیع وبصیر بنایا ہے: فجعلته سميعا بصيرا۔ (الدھر: ۲)

اللہ تعالیٰ موت دیتا ہے:

الله يتوفى النفس حين موتها۔ (الزمر: ۴۲)

ملک الموت اور دیگر فرشتے بھی موت دیتے ہیں: یتوفونکم ملک الموت۔ (السجدہ: ۱۱)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا۔ (الانعام: ۶۱)

تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا: الذین تتوفهم الملائکة طمین۔ (النحل: ۳۲)

علاوہ ازیں قرآن مجید اور احادیث مقدسہ میں بہت ساری ایسی مثالیں موجود ہیں کہ سمجھ دار لوگوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

مذکورہ الفاظ خالق اور مخلوق دونوں پر بولے گئے ہیں لیکن شرک نہیں کیونکہ اس کے معنی و مفہوم میں برابری نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اللہ کی یہ صفات ذاتی مستقل، دائمی اور قدیم ہیں جبکہ مخلوق کی یہ صفات عطائی، غیر مستقل، غیر دائمی اور حادث ہیں ایسے ہی محبوبان خدا کو حاضر و ناظر، غیب جاننے والے، مددگار، مشکل کشا، حاجت روا اور داتا و غیرہ کہنا جائز ہے شرک نہیں کہ وہ ان تمام صفات و مراتب میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

درج ذیل مضمون بغور ملاحظہ فرمائیں اور اپنے عقائد کی اصلاح کریں۔

کیا اللہ کافی نہیں؟

عوام الناس کو درغلانے کے لیے عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ نہی، ولی کو مشکل کشا، حاجت روا، غوث اور مددگار ماننے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ”ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے“۔

جواب۔۔۔ گذارش ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کا انکار نہیں کرتا لیکن اس جملے کا یہ معنی ہرگز نہیں ہے ”اللہ کافی ہے“ تو اب نبیوں، ولیوں کی کوئی ضرورت نہیں ان سے رابطہ نہیں کرنا چاہیے وہ کچھ نہیں دے سکتے۔

کیوں کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنا نائب و ترجمان بنا کر دنیا میں بھیجتا ہی کیوں؟ مخلوق کو ان سے رابطہ کا حکم کیوں دیتا؟ قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی عظمتیں کیوں کرتا؟ انہیں اپنا گروہ اور اپنی جماعت نہ کہتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المقادحون۔ (المجادلہ: ۲۲)

ترجمہ: یہ سب اللہ کی جماعت ہے خیر دار بے شک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

اور ارشاد فرمایا: انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا۔ (المائدہ: ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ اس کا رسول اور تمام مؤمن ہیں۔

اگر نبیوں، ولیوں کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ تمہاری اپنی بات ہی فرما دیتا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام بھی فائدہ دیتے ہیں اگر اللہ کو کافی سمجھتے ہوئے مشکل کے وقت حکیموں، وکیلوں، افسروں اور حاکموں کے پاس جانا شرک نہیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کافی یقین کرتے ہوئے اس کے نمائندوں یعنی نبیوں، ولیوں کی بارگاہ میں حاضری دینا بھی توحید کے خلاف نہیں ہے اگر صرف اللہ ہی کافی ہے تو بتائیے!

کلمہ میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کیوں ہے؟

قرآن میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کیوں ہے؟

قرآن کے ساتھ حدیث اور تفسیر وغیرہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اور دیگر احکام شرع کی عملی صورت کے لیے رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا حکم کیا ہے؟

معلوم ہوا کہ ”اللہ کافی ہے“ کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ نہی، ولی کچھ نہیں کر سکتے ان کے پلے میں کچھ نہیں وہ بے اختیار ہیں ان سے رابطہ کرنے سے توحید کی مخالفت ہوتی ہے نہیں۔۔۔ اور بالکل نہیں۔۔۔ بلکہ اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کو کفایت کرتا ہے یعنی ہر ایک کو اس کے منصب و مرتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے عام بندوں کو ان کی حیثیت سے اور اپنے محبوبوں کو ان کے رتبہ کے لحاظ سے نوازتا ہے اور اس کے اذن سے انبیاء کرام اور اولیاء عظام بندوں کو نوازتے ہیں اور نعمتیں دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

انما انا قاسم و خائن واللہ يعطی۔ (بخاری شریف ۱/۳۳۹)

ترجمہ: میں ہی (نعمتیں) تقسیم کرنے والا ہوں اور خزانے جمع رکھنے والا (خزانچی) ہوں اور

اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

مزید فرمایا: قل الله کافیکم ورسوله۔

ترجمہ: پس تمہیں اللہ اور اس کا رسول کافی ہے۔ (طبرانی کبیر ج ۱۲، ۷۱۲، مجمع الزوائد ج ۵، ۳۵۱)

روزہ، تراویح، اعتکاف اور صدقہ فطر

پیر محمد افضل قادری

“وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لِمَلَّةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَهُ لِمَلَّةً تَطْوَعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصَلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيهَا سَوَاءٌ وَمَنْ آدَى فِيهِ فَرِيضَةً كَانَ كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيهَا سَوَاءٌ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ قُورَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاتِ وَشَهْرٌ يَزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَالِحًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِدُنُوبِهِ وَعِثْقٌ لِقَلْبِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ غَيْرَ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِ شَيْءٍ - قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ كُلُّنَا نَعْبُدُ مَا نَفْطُرُ بِهِ الصَّالِحَ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي اللَّهُ هَذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَرَ صَالِحًا عَلَى مَذَقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَهَ صَالِحًا سَقَاةَ اللَّهِ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرُ أَوَّلِهِ رَحْمَةً وَأَوَسُّطِهِ مَغْفِرَةً وَآخِرُهُ عِثْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ -“

ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ شعبان المعظم کے آخری دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، پس فرمایا: اے لوگو! تحقیق تم پر ایک بڑی عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض اور اس کی راتوں کو قیام (عبادت) نفل فرمایا ہے، جو شخص اس میں ایک نیکی (نفل کام) کرے وہ اس کی طرح ہے جس نے اس ماہ کے سوا کسی اور ماہ میں فرض کام کیا اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا تو وہ اس کی طرح ہے جس نے اس ماہ کے سوا کسی اور ماہ میں ستر فرض ادا کئے اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور ایک دوسرے کی غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کر دیا جاتا ہے جو شخص اس میں روزہ دار کو افطار کروائے تو یہ عمل اس

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم کا فضل عطا کیا ہے۔

یہاں پر ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگرچہ ان لوگوں نے اللہ کی تعریف کی ہے مگر ان کی تعریفیں اللہ کی تعریف کے مقابلے میں کمزور ہیں۔

شماره پنجم

[illegible]

عند غطاء غطاء التمام من الاست (39) -

اس وقت (اے خیر انسان) یہ اللہ کا ہے جس نے تجھے (چاہے تو) کھلی اور پھیل دیا ہے پاس رکھو۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا رِجَالًا مُّسَوِّمِينَ﴾ (الأنعام: ١٠٦)

سزاوارت کے لئے مجھ کو یہ اعزاز ہے کہ آپ کی گفتگو کو سن کر اپنی زندگی میں

آپ کا یہ فرمان ہے:

وَاللّٰهُمَّ رَضَوْنَا لَكَ وَلِوَلَدِكَ وَوَلَدَاتِكَ الْحَسَنَاتِ وَالْحَسَنَاتِ مِنْ
فَضْلِكَ وَلِوَلَدِكَ (التوبة: ٥٩)

سورجہند اور دیگر لوگ راجہ جی کو جانے دیے اور ان کے ساتھ ساتھ
 سب سے بڑے اور کچھ دوسرے بھی لے کر گئے اور ان کے ساتھ ساتھ
 سب سے بڑے اور کچھ دوسرے بھی لے کر گئے اور ان کے ساتھ ساتھ

★★★ ★★★★★★★★

شکایت ثبت کرد

۱۔ اپنی قسمت کی اور نرمان کی۔ ۲۔ اولاد کے سامنے اپنے بیویوں کی۔ ۳۔ اپنے والدی
گھر سے ہونے والے بیٹی کی۔ ۴۔ بھی بھولی کر بھی ملایا باپ اور کسٹ ڈکی۔ ۵۔ غیر کے سامنے
پنے دوست کی۔ ۶۔ بیوی کے سامنے اس کے ایکے والوں کی۔ ۷۔ شخصیت کر کے کے بعد
عظیم مہمان کی۔ ۸۔ مراد محمد علی شاہ لاہور

کے گناہوں کی بخشش اور روزے سے اس کی گردن کی آزادی کا سبب ہے اور اس کے لئے بھی روزہ دار کے برابر ثواب ہے اس کے بغیر کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص روزہ دار کی افطاری کی استطاعت نہیں رکھتا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے جو کسی کھجور یا محض پانی سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کر دے اور جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے تو اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک وہ کبھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ اور وہ ایسا ہمیشہ ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت دوسرا بخشش اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے اور جو شخص اس میں اپنے غلام کے کام میں تخفیف کرے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اسے روزے سے آزادی دے گا۔“ (مشکوٰۃ الصالح کتاب الصوم ص ۱۷۳)

رمضان المبارک کے روزے ۲ ہجری میں فرض ہوئے، چنانچہ رمضان المبارک ۲ ہجری کے آغاز سے ایک روز پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہایت جامع خطبہ مبارک ارشاد فرمایا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس خطبہ مبارک کے آغاز میں (جیسا کہ طریقہ نبوی تھا) حمد و ثنا کے کلمات نہیں ہیں، شائع مشکوٰۃ حضرت علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث مبارک کے آغاز میں ”مضطرب“ (ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا) کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حدیث بالا کے ارشاد فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں فرمائی، کیونکہ شرع شریف میں خطبہ کی تعریف میں یہ بات شامل ہے کہ خطبہ میں آغاز حمد و ثنا سے کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک شہر عظیم و شہر مبارک ہے

نبی اکرم ﷺ نے حدیث بالا میں رمضان المبارک کو شہر عظیم اور شہر مبارک کے نام دیئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں رمضان المبارک کی عظمت و برکت کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ“

ترجمہ: ”ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن (لوح محفوظ سے آسمان و نیار پر) نازل کیا گیا۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بیس زماں و مکان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دیگر روایات سے ثابت ہے کہ صحائف ابراہیم علیہ السلام اور توریت، زبور اور انجیل کا نزول بھی ماہ مقدس رمضان المبارک میں ہوا۔ گویا ماہ رمضان المبارک جشن نزول قرآن کا ماہ ہے، اس سے ربیع الاول شریف میں جشن میلاد

مصطفیٰ منانے کا ثبوت ملتا ہے ۱۲ ربیع الاول کو صاحب قرآن حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ کے وسیلہ سے ہمیں قرآن، اسلام، اور بے شمار نعمتیں عطا کی گئیں۔

ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ایک رات

قرآن مجید میں اس مبارک رات کا نام ”لیلۃ القدر“ رکھا گیا ہے۔ اور لیلۃ القدر کی عبادت ایک ہزار ماہ، یعنی ۸ سال اور چار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ (سورۃ القدر آیت ۳)

حدیث نبوی ہے:

”مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

ترجمہ: ”جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کی حالت میں اور ثواب پانے کی نیت سے عبادت کی تو

اس کے پہلے گناہ معاف ہو گئے۔“ (صحیح بخاری کتاب الصوم حدیث ۱۷۶۸)

احادیث مبارکہ صحیحہ میں نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں، بیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں راتوں میں اس مبارک رات کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان پانچ راتوں میں شب بیداری کی جائے تو لیلۃ القدر کی عبادت کا یقیناً ثواب مل جاتا ہے۔ اسی طرح اعتکاف بیٹھنے والوں کو بھی یقینی طور پر لیلۃ القدر کی عبادت کا ثواب مل جاتا ہے کیونکہ معتکف کا سونا بھی عبادت شمار ہوتا ہے۔

اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنی ”ٹھہرنا“ ہے۔ اور شرع شریف میں اعتکاف کا معنی کسی ایسی مسجد میں

عبادت کی نیت سے ٹھہرنا ہے جہاں اذان و جماعت کا انتظام موجود ہو۔

نظلی اعتکاف کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں، نظلی اعتکاف چند منٹوں کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن سنت اعتکاف کی مدت ۲۰ رمضان المبارک غروب آفتاب سے لے کر عید الفطر کا چاند ثابت ہونے تک ہے۔

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اعتكفَ عَشْرًا لَيْلٍ رَمَضَانَ كَانَ كَحَجَّتَيْنِ

وَعُمْرَتَيْنِ“

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک کے دس روز اعتکاف کیا تو

وہ دو حجوں اور دو عمروں کی مثل ہے۔“ (الترغیب والترہیب ۹/۲۷۲ حدیث ۱۲۳۹۹ ص ۱۲۷)

احکام کی حالت میں پیشاب، پاخانہ، فرج، غسل، اور نماز جمعہ کے سوا مسجد سے نکلنا ممنوع ہے۔ مختلف کوچا ہے کہ فضول اور بے مقصد گفتگو سے پرہیز کرے، قرآن مجید کی تلاوت، درود شریف اور دینی کتب کے مطالعہ اور تعلیم و تعلم میں مشغول رہے۔

روزہ کے چند مسائل

صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جنسی کاموں سے پرہیز کرنا روزہ ہے۔ روزہ کی حالت میں چغل خوری، غیبت، جھوٹ، گالی، جھگڑا، اور کسی بھی ناجائز قول و فعل سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ روزہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا شخص کافر و مرتد ہے، جو شخص اعلائیہ روزہ رمضان نہ رکھے قاضی اسلام کو چاہئے کہ اسے قتل کی سزا دے۔ (فتاویٰ ثانی، کتاب الصوم)

جو شخص جان بوجھ کر بغیر عذر شرعی روزہ توڑے اس پر لازم ہے کہ رمضان المبارک کے بعد روزہ کی قضا کرے اور کفارہ ادا کرے۔ کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دو ناٹم کھانا کلائے، یا ساٹھ روزے مسلسل رکھے اور رقم کی صورت میں یہ ہے کہ سوا دو سیر گندم ساٹھ بار یا اس کی قیمت ایک یا زائد ضرورت مندوں یا دینی مدارس کے طلبہ کو دے دے۔

جو شخص 57 میل اور 3 فرلانگ یا اس سے لمبے سفر کے لئے گھر سے نکلے یا بیمار ہو یا بیمار ہونے یا بیماری لمبی یا شدید ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو یا دودھ پلانے والی عورت یا حاملہ عورت کو روزہ کی صورت میں بچے یا جنین (پیت میں بچہ) کے بارے میں خطرہ ہو تو ایسے لوگ روزہ افطار کر سکتے ہیں، لیکن بعد میں قضاء لازم ہے۔ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے البتہ بعد میں قضاء لازم ہے۔

وہ بوڑھا جو کمزوری کی وجہ سے روزہ اور اس کی قضا پر قادر نہ ہو روزہ افطار کر سکتا ہے، لیکن اس پر لازم ہے کہ ہر روزے کے بدلے قدیہ دے۔ یعنی ایک مسکین کو دو ناٹم کھانا کلائے یا سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت فی روزہ کے حساب سے ضرورت مندوں یا دینی مدارس کے طلبہ کو دے۔

روزہ کے مسائل تفصیل کے ساتھ جاننے کے لئے ”بہار شریعت“ جلد ۱، حصہ ۵: کا مطالعہ فرمائیں۔ بلکہ دیگر مسائل شرعیہ سے واقفیت کے لئے فقہ حنفی کی یہ معتبر کتاب اپنے گھر میں ضرور رکھیں۔

روزہ کے چند فضائل

روزہ رمضان کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ صَامَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَرَفُثُ وَلَا يَصْخَبُ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَعْلَلْ إِنِّي أَمْرُؤٌ صَانِدٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْمَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ قَرَحَتَانِ يَغْفِرُ اللَّهُ إِذَا افْطَرَ فَرَسٌ يَفْطَرُهُ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرَسٌ بِصَوْمِهِ“

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کا ہے مگر روزہ میرا ہے اور میں اس کی خود جزاء دیتا ہوں یا میں ہی اس کی جزاء ہوں، اور روزہ (دوزخ سے) اذ حال ہے، پس جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ رَفُث (جوشوہراور بیوی آپس میں محبت و پیار کرتے ہیں یا بیہودہ باتیں) نہ کرے اور نہ ہی شور و فغاں کرے، پس اگر اسے کوئی گالی دے تو کہے میں روزہ دار ہوں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ اچھی ہے، روزہ دار کے لئے 2 خوشیاں ہیں جس سے وہ لطف اندوز ہوتا ہے: جب افطار کرتا ہے تو افطاری سے لطف اندوز ہوتا ہے، اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو روزہ (کے اجر و ثواب) پر لطف اندوز ہوگا۔“ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من عمل یوم فی سائم أو اثم، حدیث 1841)

حدیث نبوی ہے:

”أَعْزُوا تَغْتَمُوا وَصُومُوا تَصْبَحُوا وَسَائِرُ مَا تَسْتَفْتُونَ“

ترجمہ: ”جہاد کرو تم غنیمت پاؤ گے، روزہ رکھو تم صحت مند ہو جاؤ گے، سفر کرو تمہیں غنا حاصل ہوگا۔“ (صحیح ابن ماجہ، باب ما یجوز من صوم، حدیث 1841)

ایک اور حدیث نبوی میں ہے:

”الصَّيَّامُ وَالْقَوَّانُ مَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

ترجمہ: ”روزہ اور قرآن قیامت کے روز بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔“

(”مسند احمد“ مسند ابی یوسف، مسند ابی حنبلہ، مسند ابی داؤد، مسند ابی حنبلہ، حدیث 6337)

قیام لیل یعنی نماز تراویح

حدیث بالا میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اس کی راتوں کا قیام تطوع (نفل) فرمادیا، قیام لیل سے مراد نماز تراویح ہے۔ تطوع کا اطلاق سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ اور جملہ نمازوں پر ہوتا ہے جو فرض یا واجب نہیں۔

نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور جماعت تراویح میں ایک قرآن مجید ختم کرنا سنت متواتر ہے۔

نماز تراویح کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَإِحْسَانًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“

ترجمہ: ”جس نے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح ادا کی) ایمان کی حالت میں اور ثواب پانے کی نیت سے اس کے پہلے گناہ معاف ہو گئے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث: 36)

نماز تراویح 20 رکعت پر اجماع صحابہ و ائمہ اربعہ

”عَنْ أَبِي عُبَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً يَتَوَكَّلُ الْوُتْرَ“ (سنن ترمذی، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۷۳۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ 20 رکعت (نماز تراویح) ادا فرماتے تھے۔“

امام بخاری و مسلم کے دادا استاد محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً“ ترجمہ: ”صحابی رسول حضرت سائب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں 20 رکعت نماز تراویح ادا کرتے تھے۔“ (معجم عبدالرزاق 4/ 261۔)

علامہ ملا علی قاری کی مرقات جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۱۲ پر فرماتے ہیں:

”اجْمَعُ الصَّحَابَةُ عَلَى أَنَّ التَّوَارِيخَ عَشْرُونَ رَكْعَةً“

ترجمہ: ”تمام صحابہ کا اس امر پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ نماز تراویح ۲۰ رکعت ہے۔“

امام عبدالوہاب شہرانی اپنی تصنیف ”میزان الشریعہ الکبریٰ“ میں فرماتے ہیں کہ ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماعین کے نزدیک نماز تراویح 20 رکعت ہے۔“ (میزان الشریعہ الکبریٰ، امام عبدالوہاب شہرانی، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 148)

حرمین شریفین میں 1925ء سے وہابیوں نجدیوں کی حکومت ہے لیکن وہ حرمین شریفین میں 20 رکعت نماز تراویح کی سنت متواتر کو اقتدار کے باوجود نہیں بدل سکے۔

تراویح کے بارے میں ضروری نوٹ

8 رکعت کے بارے میں بھی بھر غیر مقلدین وہابی جو روایتیں پیش کرتے ہیں وہ یا تو ضعیف

ہیں یا پھر ان سے مراد نماز تہجد ہے اور یہی تحقیق ہے۔

بدعقیدہ اور داڑھی کتروں کے پیچھے نمازیں خراب نہ کریں

جن حفاظ کی داڑھی ایک مشت سے کم ہوتی ہے رمضان المبارک میں نماز تراویح کی امامت کراتے ہیں، ایسے فاسق معطل حفاظ و ائمہ مساجد کی اقتدا میں نماز پڑھیں نہیں ہوتی۔ نیز بدعقیدہ امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز نہ صرف واجب الاعادہ ہے بلکہ بدعقیدہ امام کی اقتدا کرنا ہی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

ماہ رمضان میں زکوٰۃ صدقات اور خیرات کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے

حدیث بالا میں فرمایا: رمضان المبارک میں نقلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے، لہذا رمضان المبارک کی اس برکت کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے مسلمان زکوٰۃ کا فریضہ رمضان المبارک میں ادا کرتے ہیں اور احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ بہت سے صحابہ کرام صدقۃ الفطر (جو کہ عید الفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے) رمضان المبارک میں ہی ادا کر دیا کرتے ہیں۔

صدقۃ الفطر کی مقدار فی کس سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک میں کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ لہذا مسلمانوں کو ماہ مقدس رمضان المبارک میں جملہ امور خیر اور بالخصوص دینی مدارس اور قریبی رشتہ داروں میں دل کھول کر پیسہ خرچ کرنا چاہئے۔

رمضان اور قرآن مجید

رمضان المبارک میں قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتب کا نزول ہوا ہے، لہذا رمضان المبارک میں خصوصی طور پر قرآن مجید کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کم از کم ایک بار قرآن مجید کی تلاوت ضرور مکمل کرنی چاہئے۔

ہمارے امام اعظم حضرت لعنان بن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رمضان المبارک میں 61 بار قرآن مجید کی تلاوت مکمل فرماتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین !!!

مسئلہ رویتِ ہلال

تحریر: پروفیسر مفتی شبیب الرحمن صاحب ہزاروی

چیمبر میں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان

رمضان المبارک، شوال المکرم اور ذوالحجہ کے مہینوں کے آغاز کے لئے رویتِ ہلال کا مسئلہ عالمی سطح پر انتہائی مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ بلاشبہ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہے اور ہونی چاہیے کہ یہ مذہبی مقدس ایام پوری قوم ایک ساتھ منائے۔ ان مسلم ممالک میں تو ایسا ہو بھی رہا ہے جہاں ملائیت ہے یا ان حکومتوں کا انتظامی آئین مستحکم ہے جیسے سعودی عرب، شرق وسطیٰ اور دیگر عرب ممالک، انڈونیشیا، ملائیشیا و فریقی ممالک وغیرہ۔ پاکستان اور ان ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ برطانیہ اور امریکہ میں بھی کم از کم دو عیدیں اور بسا اوقات تین عیدیں ہو جاتی ہیں امریکا میں دو بڑی تنظیمیں اسلامک کونسل آف نارٹھ امریکا اور اسلامک سوسائٹی آف نارٹھ امریکا میں سے ایک (جس پر عرب مسلمانوں کا غلبہ ہے) غیر مشروط طور پر سعودی عرب کی پیروی کرتے ہیں۔ دوسرے سائنسی بنیاد پر تاریخ کا تعین کرتے ہیں۔ ہمارے پاک و ہند کے دینی و فقیہی نظریات پر تعصب کے ساتھ قائم رہنے والے علماء اپنے شرعی معیارات فیصلہ کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امریکا جیسے بہت بڑے وسیع و عریض غیر مسلم ملک میں جہاں مسلمانوں کی آبادی جغرافیائی اعتبار سے انتہائی حد تک منتشر ہے، ایسا اہتمام آسان نہیں ہے اس لئے وہاں بالعموم تین عیدیں ہوتی ہیں برطانیہ، امریکا اور یورپ کے ممالک تو سائنسی اعتبار سے جدید ترین ممالک ہیں، لیکن وہاں بھی یہ مسئلہ آسان نہیں ہے، جب کہ وہ پاکستان کی رویتِ ہلال کمیٹی کے زیر اثر نہیں ہیں کہ اس پر الزام لگا کر اپنے فریب نفس کو تسکین دی جائے۔

دیگر مسلم ممالک میں یہ روش بھی نہیں ہے کہ پوری قوم، بعض سیاسی رہنما اور پورا پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا ہاتھ دھو کر رویتِ ہلال کے مسئلے کے پیچھے پڑ جائے اور ہفتوں تک اس موضوع پر کالم، کارٹون، ٹیلی ویژن مباحثے اور بیان بازی کا سلسلہ جاری رکھا جائے یہ تاثر دیا جائے کہ شاید قومی انتشار کی وجہ سے ایک دن عید کا نہ ہوتا ہے یوم پاکستان اور دیگر قومی ایام تو پوری قوم ایک ساتھ مناتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ چونکہ سال گزرنے کے باوجود قومی وحدت کیوں نہ قائم

ہو سکی۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک پورے ملک میں ایک عید کی روایت میرے علم میں نہیں ہے لیکن ہر سال انتہائی حیرت و استعجاب سے پوچھا جاتا ہے کہ اس سال دو عیدیں کیسے ہو گئیں؟ سابق ادوار میں نسبتاً آسانی تھی کہ چیمبر میں اور راکین کمیٹی اعلان کرنے کے بعد گھر جا کر آرام سے سو جاتے تھے صرف سرکاری نشریاتی ادارے پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان تھے، ان سے رویتِ ہلال کمیٹی کا فیصلہ نشر ہو جاتا تھا، کوئی مخالفہ خبر، فیصلہ یا تبصرہ نشر نہیں ہوتا تھا، صرف پشاور کی ڈیٹ لائین سے ایک سرخی کی خبر اخبارات میں چھپ جاتی تھی کہ مقامی علماء نے مطالبہ کیا ہے کہ چیمبر میں کو برطرف کرو اور رویتِ ہلال کمیٹی کو تبدیل کرو، اس سے اگلے دن لوگ اپنے کاموں میں لگ جاتے تھے۔ اب بیسیوں پرائیویٹ ٹیلی ویژن چینل ہیں، پرائیویٹ ایف ایم ریڈیو چینلز اور سینکڑوں اخبارات۔ سب کی ضرورت بریکنگ نیوز، تازہ ترین، فلیش نیوز اور انتشار کی خبریں ہیں جن میں سسپنس ہو، تجسس ہو اور عوامی دلچسپی کا مریخ مصالحوں، اس کے علاوہ تقریباً ہر پاکستانی کے پاس موبائل فون ہے اب کوئی بھی چیمبر میں بنے، یہ تمام آفتیں اس کے استقبال اور خبر گیری کے لئے موجود ہیں۔ پھر مذہبی معاملات پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں، حکومت کی رٹ نہیں اور نہ ہی مستقبل قریب میں اس کے کوئی آثار ہیں، بلکہ بد قسمتی سے حالات بگڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور ملک بتدریج ہتھیار بند کروہوں کے ہاتھوں پر فعال بننا جا رہا ہے حکمرانوں کے لئے اپنی سلامتی اور حفاظت ایک سوالیہ نشان ہے۔ قوم تو اللہ تعالیٰ اور مقدر کے رحم و کرم پر ہے ایسے باحول اور ایسے ملک میں کسی بھی امام یا خطیب کا یہ فطری حق ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے اعلان کرے، جو چاہے اقدام کرے، حکومت کی قائم کردہ قضا کو رد کرے، اسے نہ آج کوئی روکنے والا ہے اور نہ مستقبل میں ایسے آثار نظر آ رہے ہیں۔ میڈیا کے لئے 99% مسلمانوں کا ایک ساتھ عید منانا کوئی ”خبر“ نہیں ہے بلکہ چند افراد کا الگ عید پڑھنا یہ ”خبر“ ہے جب انحراف و اعتزال کا رویہ اپنانے والوں کی اس حد تک حوصلہ افزائی ہوگی تو مستقبل میں اس روش کو مزید فروغ ملے گا۔

جہاں تک عید الفطر کے چاند کے اعلان کا تعلق ہے تو ہماری قوم کو کسی پل قرار نہیں۔ جلدی اعلان ہو جائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ دیر تک انتظار کیوں نہیں کیا؟ اعلان میں معمولی تاخیر ہو جائے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ انکوائری کی جائے کہ تاخیر کیوں ہوئی؟ شرعاً رویتِ ہلال کے فیصلے اور اعلان کے لئے کسی وقت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ جب قاضی اور مجلس قضا (جو زیر بحث مسئلے میں مرکزی رویت

ہلال کمیٹی پاکستان ہے) کو اطمینان ہو جائے تو فیصلے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

دوسری طرف ماہرین عدم امکان رویت پر یکہ و نہیں تھے، سپارکو کے ماہر نظام مرتضیٰ صاحب اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے ماہر رکن و عالم دین مولانا شبیر احمد کا کاخیل نے رائے دی کہ ہم امکان رویت کو علی الاطلاق مسترد نہیں کر سکتے، لہذا ان شہادتوں کو قبول کر کے رویت ہلال کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان (جس میں تمام مکتب فکر کے جید علماء شامل ہیں) نے اتفاق رائے سے رویت ہلال کا فیصلہ کیا اور اس متفقہ اور حتمی فیصلے کا میڈیا پر ایک ہی وقت میں اعلان کیا گیا۔ یہاں میں یہ بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ برطانیہ کے ایک مستند عالم دین علامہ ظفر محمود فراشی (جو محقق برطانیہ کے نام سے معروف ہیں) نے مجھے فون کر کے بتایا کہ میں نے پہلے یہاں لوگوں کو بتا دیا تھا کہ پاکستان میں رویت ہلال کے امکانات فنی فنی ہیں، بالکل معدوم نہیں، میری پچیس سالہ طویل تحقیق ہے اور میں کسی بھی فورم پر چیلنج سے ثابت کر سکتا ہوں۔

اس مرحلے پر میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ نئے چاند کی ولادت پر توسعہ اندازوں کا کلی اتفاق و اجماع ہوتا ہے کہ ہوئی یا نہیں، لیکن امکان رویت جب خفیف یا اخف Least Chance of Visibility درجے میں ہو تو ان کے معیارات میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے مثلاً ماہرین میں ایک ماہر فلکیات صدر رضوی صاحب اور سپارکو یونیورسٹی کے ماہر فلکیات کی رائے میں بعض مواقع پر اختلاف رہا ہے۔ کیونکہ صدر رضوی صاحب سیدہ اسادا البیرونی کے فارمولے کے مطابق رائے دیتے ہیں اور دوسرے ماہرین جدید معیارات Parameters کے مطابق رائے دیتے ہیں۔ مکمل عدم امکان رویت اور صریح امکان رویت کے مواقع پر ماہرین میں اختلاف کی نوبت نہیں آتی بلکہ خفیف اور اخف امکان رویت Least Chance of Visibility کے مواقع پر اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر ہم شہادتوں کو آنکھ بند کر کے علی الاطلاق رد کر دیں تو پھر نظام شریعہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور شہادتوں کا کردار عملاً معدوم ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے اہل علم اور اہل فن کو یہ پیچیدہ صورت حال پیش نظر رکھنی چاہیے۔

ہم اس وقت مسئلہ رویت ہلال میں دو انتہاؤں کے درمیان متعلق ہیں۔ ایک یہ کہ جدید سائنسی معلومات مطلقاً قابل قبول نہیں۔ خواہ ماہرین فلکیات یہ کہیں کہ چاند کی ولادت بھی نہیں ہوئی۔

جب شرعی شہادت آگئی تو ہمارے لیے یہ شرعی حجت کافی ہے۔ دوسری طرف جدت پسند طبقے کا یہ خیال ہے کہ ملک میں کسی نظام رویت شریعہ کی ضرورت نہیں، بس ماہرین فلکیات مستقل کیلنڈر بنا کر دے دیں۔ اس کے مطابق رمضان کا آغاز ہو اور عید منائی جائے۔ سب کو پہلے سے معلوم ہوگا کہ رمضان کب شروع ہو رہا ہے اور کب عید ہوگی۔ لیکن اس حقیقت سے قطع نظر کہ شریعت کی رو سے مدار رویت بھری پر ہے، یہ رائے دینے والے بھول جاتے ہیں کہ پاکستان میں مستقل سائنسی کیلنڈر کیسے نافذ کیا جائے گا؟ کس کس سے منوایا جائے گا؟ اور کیسے منوایا جائے گا؟ جبکہ ہر مسجد کا خلیفہ اور ہر ادارے کا مفتی اپنی ذاتی حیثیت میں مفتی اعظم پاکستان ہے اور اسے ملک کی قائم کردہ مجلس قضا کو رد کرنے اور اس کے متوازی فیصلہ کرنے کا مکمل استحقاق ہے۔ اس کی نظر میں ماہرین فلکیات کے کیلنڈر کی وقعت ایک پرکاش کے برابر بھی نہیں ہے۔ مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان میں شامل علماء کو پھر بھی ایک حد تک احترام کا مقام حاصل ہے۔ بعض کی بحیثیت مجموعی (باستثناء چند) تمام حلقوں میں محترم ہے اور دیگر کا اپنے اپنے مکتبہ فکر میں ایک مسئلہ مقام اور مستند حیثیت ہے۔

میں نے بحیثیت چیئر مین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے تمام ارکان کی حمایت اور اتفاق رائے سے گزشتہ سات دس برسوں میں کوشش کی ہے کہ ہم فیصلہ شرعی بنیاد پر کریں، مگر جدید سائنسی معلومات سے ہر ممکن استفادہ کریں۔ قرآن عقلیہ کے ساتھ مطابقت پیدا کریں تاکہ ہمارا یہ دعویٰ کہ اسلام دین فطرت ہے، اس کا کوئی حکم ماورائے عقل تو ہو سکتا ہے خلاف عقل ہرگز نہیں اور جو انسانی علم ترقی کرے گا دینی احکام کی حکمتیں اور سرسبز راز اس پر کھلتے جائیں گے، وقت کی میزان پر درست ثابت ہو۔

میں اوّل کرتا ہوں کہ کسی صاحب علم کے پاس کوئی ایسا فارمولا ہو تو سامنے لائے، جس سے تمام سائنسی حقائق و معلومات کو یکسر رد کر کے شہادت مجرہ محضہ (جبکہ ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم حلفیہ گواہی لیتے ہیں اور تمام گواہ متشرع بھی ہوتے ہیں) کو حجت مان کر رویت کا فیصلہ کرنے والے صوبہ سرحد کے بعض علماء اور ماہرین فلکیات، بیک وقت مطمئن ہو جائیں اور کسی طرف سے اختلاف و عدم اطمینان کی گھنٹی آواز بلند نہ ہو۔ باہر بیٹھ کر تبصرہ کرنے والا تبصرہ نگار (Commentator) ہمیشہ کھلاڑی سے ماہر ہوتا ہے، اس کی غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ خواہ اس نے خود زندگی کے میدان میں اتر کر کوئی کارنامہ انجام دیا ہو یا نہ دیا ہو۔

شریعت نے فقہاء میں خطا کے احتمال کو کبھی رد نہیں کیا ورنہ قاضی کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا پڑے گا۔ لیکن شریعت نے فقہاء کو بہر صورت مؤثر مانا ہے اور یہی جدید فلسفہ قانون بھی ہے۔ ورنہ جب ماہرین کے نزدیک سعودی عرب کا فیصلہ روایت حقیقی اور صریح امکان روایت کے کسی بھی معیار پر پورا نہیں اترتا تو اس کے تحت ادا کیے جانے والے امت کے تمام حج باطل قرار پائیں گے۔ فاعترفاً یا اولی الابصار۔ پاکستان میں کوئی بھی روایت ہلال کیٹھی تشکیل پائے اور کوئی بھی چیئر مین بنے۔ کسی نہ کسی گوشے سے ہدف طعن بننا اس کا مقدر رہے گا۔ لیکن قرآن وحدیث اور اسلام کا حکم حسن ظن کا ہے، بغیر ثبوت وشواہد کے سو غن کی اجازت نہیں ہے۔

جہاں تک اس بدگمانی کا تعلق ہے کہ مرکزی روایت ہلال کیٹھی پاکستان نے کسی دباؤ کے تحت فیصلہ کیا ہے، اس سے بڑا جھوٹ اور بڑا بہتان اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی صریح جھوٹ ہے کہ مرکزی روایت ہلال کیٹھی پاکستان نے پہلے عدم روایت کا اعلان کیا اور پھر فیصلہ تبدیل کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مرکزی روایت ہلال کیٹھی پاکستان نے صرف ایک ہی حتمی اور قطعی اعلان کیا ہے اور سارا میڈیا اس کا گواہ ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ روایت ہلال کا مسئلہ ہو، دینی مدارس کی حریت فکر و عمل کے تحفظ کا مسئلہ ہو یا حدود والہی کی حمایت و پاسپانی کا مسئلہ ہو۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہمیشہ اپنے مضمر، صوابدید اور دینی بصیرت کے مطابق کلمہ حق کہا ہے اور جب تک جان میں جان ہے کہتا رہوں گا۔ میرے نزدیک دین کے مسئلے میں دباؤ کو قبول کر کے کوئی اعلان کرنا کروڑوں لوگوں کے روزوں جیسی مقدس عبادت کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے مر جانا بہتر ہے۔ ایسے مواقع کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "زمین کا باطن تمہارے لیے زمین کے ظاہر سے بہتر ہے۔" یعنی ایسے حالات میں زندگی سے موت بہتر ہے۔ میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میرے چیئر مین شپ کے پورے دور میں وفاق کی سطح پر بھی کسی کسی نے روایت ہلال کے مسئلے میں کوئی مداخلت نہیں کی، نہ کوئی ڈائریکشن دی ہے اور نہ ہی کوئی خواہش ظاہر کی ہے حتیٰ کہ کبھی کسی نے کوئی رابطہ بھی قائم نہیں کیا۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

DUEL ایجوکیشن سسٹم کیا ہے؟ (پہلی قسط.....)

نوزیہ فیاض بٹ صاحبہ، پرنسپل: جامعہ النور گلشن راوی لاہور

پچھلے کالم میں DUEL Education System کو ختم کرنے کی بات کی گئی تھی

یہ DUEL Education System کیا ہے؟

پاکستان میں اس وقت دو طرح کے نظام تعلیم جاری ہیں جن میں ایک عصری تعلیم اور دوسری مذہبی تعلیم ہے۔ اسے تعلیمی موہیت یعنی DUEL Education System کہتے ہیں، پہلے ہم دونوں نظام تعلیم کی خامیاں بتائیں گے پھر ان کے سد باب کے لئے تجاویز پیش کریں گے۔

عصری تعلیم

پاکستان کے سکولوں میں رائج عصری تعلیم مزید دو طبقوں میں بٹ چکی ہے۔

(۱) مزدور طبقہ کے لئے..... گورنمنٹ سکول کی تعلیم۔

(۲) امیر طبقہ کے لئے..... پرائیویٹ سکول کی تعلیم۔

پہلی جماعت سے لے کر سولہویں M.A تک اور اب تو P.H.D اور M.Phil کی تعلیم بھی گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکرڈونوں کے ذریعے ہمارے ملک میں دی جا رہی ہے۔ لیکن بنیادی نصاب ایک ہی ہے، جسے باقاعدہ محکمہ تعلیم بناتا ہے اور متعلقہ بورڈ اس کی سند جاری کرتا ہے۔ اب گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکرڈون کے کیا فوائد نقصانات ہیں یہ ایک الگ قابل بحث موضوع ہے جس پر بات پھر بھی ہوگی۔ (ان شاء اللہ)

پاکستان بھر میں رائج عصری تعلیم میں پڑھایا جانے والا نصاب کچھ جہتوں سے ایک "مسلمان طالب علم" کے لئے ناکافی ہے جو درج ذیل ہے۔

(۱)..... اسلامیات برائے نام

پہلی سے دسویں کلاس تک جس "اسلامیات" نامی کتب کو پاکستانی سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے کیا وہ ایک کتاب اسلام کے تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جیسے جیسے

انسان مرد ہو یا عورت بچپن سے جوانی کی طرف قدم رکھتا ہے اسے نئے نئے دینی معاملات سے واسطہ پڑتا ہے، نئے نئے مسائل سیکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور یہ بچپن سے جوانی کا دور پہلے ۱۰ تعلیمی سالوں پر محیط ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ”الطہود شطر الایمان“ کے باوجود ان دس سالوں کی اسلامیات میں پاک ہونے کا طریقہ تک نہیں ہے۔

اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس اسلامیات میں طالب علم کے لئے پاکی ناپاکی کا طریقہ موجود نہ ہو وہ اس کے باقی معاملات میں کیا مدد و معاون ہوگی۔ بنیادی عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل از حد ضروری ہیں جو صرف تعارف کی حد تک کتب میں موجود ہیں جبکہ مسائل کا جاننا از حد ضروری ہے، جو شامل نصاب نہیں۔

مجمول قراءت

ہر مسلمان کے لئے قرآن مجید پوری زندگی کے لئے مشعل راہ ہے جسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا دونوں لازمی امور ہیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں اسلامیات نامی کتاب میں چند سورتیں ابتدا میں شامل کی جاتیں ہیں جنہیں یاد کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن کبھی مکمل تعلیم نے یہ نہیں سوچا کہ اسے یاد کرنے کا مطلب ہے ”صحیح تلفظ“ کے ساتھ پڑھنا۔ ہمارے سکولوں میں اسلامیات کا ٹیچر جب تک خود عربی کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کرے گا تو طالب علم کیسے تلفظ صحیح کریں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ”بہت سے قاری ایسے ہیں جن پر اللہ قرآن لعنت کرتا ہے“ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کو مجہول پڑھتے ہیں بخارج کا خیال نہیں کرتے کبھی ہمارے سکولوں کے بچوں کی عربی نہیں تو آپ ششدر رہ جائیں گے۔ جب پڑھنا نہیں آتا تو عمل کرتا... کیا؟

مغربی تہذیب کا رجحان

آج ہمارے تعلیمی ادارے بھی کسی نہ کسی طرح مغربی تہذیب کے دلدادہ نظر آتے ہیں حالانکہ ہم مسلمان قوم ہیں ہمارا جداگانہ تشخص ہے اپنی تہذیب ہے جو سب تہذیبوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ لیکن افسوس ہے ہمارے تعلیمی اداروں میں سب سے پہلی چیز ”یونیفارم“ ہے جو فرنگی تہذیب کی عکاسی کرتا ہے، جس قوم کی پہچان ہی مانگنے کی ہودوسروں کی ہوا اس کی سوچ اور افکار اپنے کیونکر ہو سکتے ہیں۔

پاکستان میں موجود لاکھوں کی تعداد میں پرائیویٹ اور ہزاروں کی تعداد میں موجود گورنمنٹ

سکولوں میں طلباء کی درویاں وہ نہیں جو ہمارا قومی لباس ہے بلکہ انگریزی لباس ہے۔ آپ نے اکثر سکولوں کا لچوں کے باہر ”Spoken English“ یا ”انگلش فر فر بولے“ کے بیٹرز دیکھے ہوں گے، میں سوچتی ہوں کیا انگریزی بولنا ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے؟ ہم مسلمان آخر اپنے بچوں کو انگریز بنانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ ہماری تہذیب و تشخص میں کون سی خالی ہے؟ ہمارے تعلیمی اداروں میں آخر ”Spoken Arabic“ یا ”قرقر عربی بولے“ یا ”تفسیر قرآن سیکھئے“ یا ”قرآن پڑھنا سیکھئے“ یا ”دورہ بخاری شریف“ جیسے کورس آخر کیوں نہیں کروائے جاتے۔ تعلیمی اداروں کے سربراہوں نے عوام الناس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ترقی کرنے کے لئے انگریز بننا اور انگریزی بولنا بہت ضروری ہے۔

اب تو کئی سکول امریکن لائسنسڈ وغیرہ میں باقاعدہ ڈانس کلاسز بھی ہوتی ہیں جو فرسری کلاس سے ہی بچے اٹینڈ کرتے ہیں، اور والدین بھاری فیس بھی ادا کرتے ہیں اور اپنی اولادوں کو تاپتے گاتے، انگریزی بولنے دیکھ کر فخر کرتے ہیں۔

قارئین! انگریزی سیکھنا موجودہ زمانے کی ضرورت ہے مگر ہمارا مقصد حیات نہیں ہے ہمارے نصاب میں جتنی انگریزی کی کتابیں ہیں، اتنی عربی کی کیوں نہیں ہیں؟ کیونکہ ہم عربی کو اہمیت نہیں دیتے۔ حدیث پاک میں آتا ہے ”جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا روز قیامت انہی میں سے اٹھے گا۔“

اب انگریزی لباس، انگریزی زبان کو مقصد حیات بنانے والے جان لیں کہ وہ آخرت میں کس قوم سے اٹھیں گے۔ سکول کے پہلے دس سال طالب علموں کو پیٹنٹ شرٹ پہنا کر ہمیشہ کے لئے ان کی یہ عادت بنا دی جاتی ہے کہ وہ اسلامی لباس پہننے کو ہی غار محسوس کرتے ہیں، طلبات کے یونیفارم میں ڈوپٹے کے نام پر چار انگل کی پٹی رکھی گئی ہے جو ہمیشہ کے لئے ان کو پردے، چادر، برقعے سے بے نیاز کر دیتی ہے ظاہر ہے بچپن کی عادتیں بنتے ہوتی ہیں، ساری زندگی نہیں چھوڑتیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں مسلمان عورت کے پردے سے متعلق ایک سبق بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی ۸۰ فیصد عورتیں بے حجاب ہیں کیونکہ دور طلبہ تعلیمی میں پردہ کے بارے میں منہ نہیں نے پڑھانے کی استاد نے سکھایا۔

مخلوط (غیر نصابی) سرگرمیاں

ہمارے تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر یہ میوزیکل ٹانٹ شو، فن فیئر میں ڈانس اور گانے کے مقابلے، عورتوں مردوں کا اختلاط، فلمی اداکاراؤں اور اداکاروں کی کالجز میں ڈانس پر فارمنس، یہ سب کیا ہے؟ کیا کسی نے سوچا ہے کہ یہ سرگرمیاں جو تفریح کے نام پر ہوتی ہیں ہماری نوجوان نسل کو کیا سکھارہی ہیں، گویا تعلیمی دور میں ہی ایک طالب علم کو یہ سکھادیا جاتا ہے کہ ”تو مسلمان نہیں انگریز ہے“۔ تیری زبان، لباس، تہذیب سب انگریزی ہے، اور ناچنا، گانا سب تیری روزمرہ کی ضرورتیں ہیں۔ یہی طالب علم اور طالبات پڑھنے لکھنے کے بعد اسلامی شعائر یعنی پردہ، شرم و حیا، دینی حمیت و غیرت کو نظر انداز کرتے ہیں اور سیکولر سوچ کے حامل ہوتے ہیں، بڑی بڑی ڈگریاں تھامنے والوں کو وضو کے فرائض بھی نہیں آتے، یہ ہم کیسی نوجوان نسل تیار کر رہے ہیں؟ کیا امت مسلمہ کی ذمہ داریاں یہ نوجوان نسل اٹھاپائے گی؟ کیا یہ نوجوان نسل ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“ کے تقاضے پورے کرے گی۔

تعلیم بغیر تربیت

”استاذ قوم کا شمار ہو سکتا ہے۔“ یہ مقولہ تو ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں لیکن اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ قوم کے بچوں کی تربیت کرنے والا ہوتا ہے۔ استاد کا کام صرف پڑھانا نہیں بلکہ تربیت کرنا بھی ہے۔ اللہ رب العزت نے محبوبہ دو جہاں پر قرآن اتارا تو دوسری طرف اخلاقی حمیدہ سے بھی نوازا، مگویا تعلیم بھی تھی اور تربیت بھی، لیکن اب اساتذہ کرام کا مقصد محض سبق پڑھانا، ٹیکچر کا نام پورا کرنا ہے، بہت کم اساتذہ ہیں جو اپنے طلبہ کی تربیت میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ استاذ ایک کمہار کی مانند ہوتا ہے جو اپنے ہاتھ کی مہارت سے مٹی کی مختلف شکلیں بناتا ہے بھران کے نقش ونگار بناتا ہے، لیکن اب مٹی کے برتن تو ہیں مگر نقش ونگار روا لے نہیں۔

علم سکھانا تو منصب انبیاء ہے مگر اس منصب کے تقاضے پورے ہونے چاہیے، جو اب ناپید ہیں، اساتذہ کرام اگر تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی توجہ دیں تو حالات میں بہتری آسکتی ہے۔

حصول تعلیم کا مقصد

ہمارے تعلیمی اداروں میں طالب علموں کو ابتدا سے ہی یہ بات سکھادی جاتی ہے کہ یہ کورس کرنے سے آپ کو فلاں جاب ملے گی جس کی ماہانہ تنخواہ اتنے ہزار ہے، اور اس سند کی ویلیو اتنی ہے گویا تعلیم کا مقصد تبلیغ اور اصلاح معاشرہ نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف معاشرے میں اسٹیٹس

اور دولت کمائے گا اور پھر اپنے آج معاشرے کی فراہمیاں کو دور کرنے کے لئے حقوق کوئی نہیں دے گا۔
 پہلی دولت دریاؤں سے لڑاؤں کمائے گا۔ طریقوں پر غور ہو گا ہے۔ طالب علم ہی علم کو حاصل کرنے
 کے لئے پڑھنے اور لکھنے کیلئے ہے۔ اور اس کی بنا پر لڑائی کتنے کتنے ہو گئے گی؟
 قانون کو تو یہاں تک نہیں دیکھو اور کہہ سکتے ہیں کہ وہاں اصلاح نہیں ہوتی۔

تعلیم کی ہے

ہمارے ملک میں انتہائی تعلیم و وسعہ میں بہت کمی ہے ایک طرف تو غریب سکولوں کا فقدان
جہاں انچ پیسوں کے واسطے تعلیم ہے مگر تعلیم بھی برائے نام ہے۔ check and balance کا کوئی
تصور نہیں ہے جس کی وجہ سے تعلیم کا چمکانا اور اداروں میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں ہے
ایسا حال نہ ہونے کے باوجود ہم نے اس کی وجہ سے غریب لوگ اپنا پیسہ کات کر پھیل کر پھیل کر
اداروں میں داخل کر دیتے ہیں۔

دوسری طرف پروردگار نے اداوں کی آڑ میں تعلیم بھی جاری ہے۔ ہر گھر میں ہمارے بچے سکول
 جاتے ہیں جب یہ بچے گزرتے ہیں کہ اداوں کی آڑ میں کچھ بچے ہیں اور لوگ پروردگار کے تعلیم کے
 لئے چھوڑ دیئے۔ ادا پر ایمان لے کر اداوں میں تعلیم کم اور غیریت زیادہ ہے۔ ہزاروں بچے فیس
 سالانہ فیس دے کر بیٹھے، داخلہ فیس کے نام پر غریب والدین کے بچوں کو چھوڑا جا تا ہے، حدیث کی بات
 یہ ہے کہ ۴۲ ماہ کی تعلیمات میں بھی بچے گھر پر ہوتے ہیں مگر ۴۲ ماہ کی فیس ادا کر کے اداوں کی
 جیب میں ہوتی ہے۔ آج کل پاکستان میں کوئی یہ انصاف نہیں کر سکا کہ جب ۴ ماہ بچے کو پڑھنا نہیں
 جاتا تو سکول والے فیس کس چیز کی لئے ہیں؟ نکاح کوئی اس طرف توجہ دے!

مقام میں محترم المہاراجہ نے عصری نظام تعلیم میں کچھ خامیاں ہیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کرویں اور کچھ خامیاں جو قدیم و فراست رکھنے والے تارکین کے ذہن میں تھیں وہاں
ہمیں ان خامیوں کی نشاندہی کافی خوش آہٹیں دے کر نے کی بھی ضرورت ہے ابھی یہ موصوعہ جاری ہے ان شاء اللہ اسکے کام میں دینی تعلیم کی خامیوں پر بات ہوگی پھر تجاویز بھی پیش کی جائیں گی۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی عبادات

صاحبزادہ غلام مرتضیٰ ہزاروی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ شیخوپورہ
شب قدر ایک مبارک رات ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس
رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شب قدر بہت ہی
افضل رات ہے۔ لیلۃ القدر کے معنی عظیم رات کے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ
شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر ایک اور حدیث میں ہے کہ شب
قدر طاق راتوں میں سے ہوتی ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر اکیسویں یا بیسویں یا ستائیسویں رات یا انیسویں
رات میں تلاش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخری عشرہ کی پانچوں راتیں بڑی برکت اور فضیلت
والی ہیں۔

مفسرین اور صوفیاء کی اکثریت نے ۲۷ رمضان المبارک کو شب قدر قرار دیا ہے۔ کیونکہ
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان
شریف کی ستائیسویں شب کو صبح تک عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ مجھے بہت ہی پسند ہے۔

علامات شب قدر:

بزرگان دین نے شب قدر کی کچھ علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ یہ رات چمکدار اور شفاف
ہوگی، نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی ہوگی بلکہ معتدل ہوگی۔ آسمان عموماً روشن نظر آئے گا، ستارے
بڑے واضح ہوں گے۔ اس رات کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے طلوع نہیں ہوتا۔ اس رات
کوانٹاں اور جنوں کے سوا تمام چیزیں سجدہ میں گر جاتی ہیں مگر ان باتوں کا علم اہل کشف
کو ہوتا ہے، ہر ایک کو پتہ نہیں چلتا۔

شب قدر میں قبولیت دعا:

شب قدر میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

اہل اسلام کو چاہیے کہ شب قدر میں ایسی جامع دعائیں جو دونوں جہانوں میں فائدہ بخش
ہوں۔ مثلاً اپنے گناہوں کی بخشش اور رضائے الہی کے حصول کی دعا مانگی جائے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
ﷺ آپ بتائیں کہ اگر مجھے لیلۃ القدر (شب قدر) کا پتہ چل جائے تو میں کونسی دعا مانگوں؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو یہ دعا مانگ "اے اللہ ابے شک تو معاف کرنے والا ہے
اور معافی کو دوست رکھتا ہے مجھے بھی معاف کر دے"۔ (ابن ماجہ)

ستائیسویں رات..... شب قدر:

حضور انور سرکارِ دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں سے جو مرد یا عورت یہ
خواہش کرے کہ میری قبر تو کی روشنی سے منور ہو تو اسے چاہیے کہ ماہ رمضان کی شب قدر میں
کثرت کے ساتھ عبادت الہی بجالائے تاکہ ان مبارک اور حیرت انگیز راتوں کی عبادت سے اللہ
پاک اس کے نئے اعمال سے برائیاں مٹا کر نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے۔ شب قدر کی عبادت
ستر ہزار شب کی عبادتوں سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لیلۃ
القدر میں ایماندار ہو کر غرضِ ثواب شب بیداری کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے
اور جو شخص رمضان المبارک کے روزے بحالت ایمان ثواب سمجھ کر رکھے اس کے اگلے گناہ بخش
دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف، جلد اول)۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ
جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں
اور ہر اس بندہ پر رحمت بھیجتے ہیں یا اس کی بخشش کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ سبحانہ
کا ذکر اور عبادت کرتا ہوتا ہے۔ پھر جب ان کی یعنی مسلمانوں کی عید (عید الفطر) کا دن ہوتا ہے
تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کے سبب اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے
میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام خود پورا کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے
میرے پروردگار! اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ اللہ سبحانہ کہتا ہے اے
میرے فرشتو! میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے میرا فرض ادا کر دیا، پھر وہ گھروں سے دعا کے

لئے حضور کی طرف لگے، جس پر اپنی عزت مآبے حال عالی شان اپنے آپ کا اپنے بلکہ مرتبے
آواز ہی جتنے سولہ کی پیش آئی اس کی کوئی کوئی گاہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے جس نے
پڑھ لکھنے کو دیا اس کو اس کا اجر ہے کہ تم کو ان کی دیا اور ساری برائیوں کو انہوں نے چھوڑ
کر وہ بے گناہ سولہ سولہ ہو گئے اور ان کے پاس ہے سب کچھ اور ان کے پاس ہے اس حال میں کہ
ان کے کناہوں سے چاہے ہیں۔ ان کی ہمت و کرم ہے (جلد اول)

شعبہ قدر کے لواقل

مقامی طور پر شب کو دو رکعت نماز پڑھنے، ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ اخلاص سات
سات مرتبہ پڑھے۔ بعد سلام کے دو رکعت پڑھنے۔

استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو العلی القیوم والقیوم والقیوم

ان شاء اللہ تعالیٰ اس نماز کا پڑھنے والا اپنے گھر سے نہ لے گا کہ اللہ پاک اس کے اور اس
کے ظلم بین کے گناہ معاف فرما کر اس کو شہرہ کا اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے
لئے جنت آجاست لے اور فرمادے کہ جب تک تمام کچھ نہیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا اس وقت
تک موت نہ آنے کی۔ مغفرت کے لئے یہ نماز بہت ہی افضل ہے۔

دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اہم دس سوایک ایک بار سورۃ اخلاص
تین تین مرتبہ پڑھے سلام کے بعد پڑھے مرتبہ سورۃ قدر پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ نماز عبادت
کا ثواب ہے گا، نماز بہت افضل ہے۔

جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار سورۃ
اخلاص تین بار پڑھے تو اس کو شب قدر کا ثواب حاصل ہوگا اور ثواب حضرت اور تین حضرت
شعیب، حضرت ابوبکر، حضرت داؤد، حضرت نوح علیہم السلام جیسے عطا ہوگا اور اس کو ایک
شہر جنت میں دیا جائے گا جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں
الحمد شریف قل شریف سات مرتبہ پڑھے۔ نماز کے بعد استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا
الہو العلی القیوم والقیوم والقیوم ستر مرتبہ پڑھے تو یہ اپنے گھر سے نہ لے گا کہ اللہ تعالیٰ اس
کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کے لئے

جس کی پہلوں کے دوشت لگائے رہیں، اہل گھر کرتے رہیں، انہوں نے اس کے سر پر۔ یہ پڑھنے
والے اور جب تک اپنی آنکھ سے نہ دیکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت نہ دے گی۔

شب قدر میں ہر رکعت کا آدھ سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ
قدر ایک بار پڑھے اور اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ ہر سلام کے بعد سورۃ قدر ایک بار پڑھے
ان شاء اللہ تعالیٰ مغفرت سے سب سے پہلے پڑھے اور بہت افضل ہے۔

شعبہ قدر کے لواقل کے بعد سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ
قدر ایک بار پڑھے اور اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ ہر سلام کے بعد سورۃ قدر ایک بار پڑھے
اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت فرمادے۔ اللہ تعالیٰ اس سے۔ اس کو اللہ تعالیٰ عبادت
اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔

﴿توجہ فرمائیں﴾

ہم اپنے تمام مضامین نگار حضرات سے کہتے ہیں کہ براہ کرم اپنے
مضامین اردو، انگلش اور عربی زبان میں ہر انگریزی ماہ کی 10 تاریخ
تک دفتر مجلہ النظامیہ کو ارسال فرما دیا کریں تاکہ بروقت اشاعت ممکن
ہو سکے۔ آپ اپنے مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں۔

ای میل ایڈریس درج ذیل ہے۔

m_ikram_butt@yahoo.com

منہاج اشاعت ادارہ ”مجلہ النظامیہ“ لاہور شیخوپورہ

فضائل و مسائل رمضان

تحریر: علامہ محمد فیصل عباس بنیانی، ناظم تعلیمات جامعہ خلیفہ غوثیہ لاہور

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيُّهَا مَعْدُودَاتِ قَدْنِ كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ، کتنی کے دن ہیں، سو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا مسافر ہو (اور روزے نہ رکھے) تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھے۔

ان آیات طہیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ حکم ایک انتہائی محبت بھرے انداز میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو ارشاد فرمایا ہے ایسا انداز محبت اس سے پہلے کسی امت کے حصے میں نہیں آیا۔ یہ انداز اس لیے اختیار فرمایا کہ جو مجھے مانتے ہیں، میرے رسولوں کو مانتے ہیں، میری کتابوں کو مانتے ہیں، ملائکہ کو مانتے ہیں، جنت، دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ میرے اس حکم کو ضرور مانیں گے کیونکہ یہ حکم ہے ایمان والوں کو۔ لہذا جو ایماندار ہو گا وہ اس حکم پر عمل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے روزے اپنے آپ پر لازم کرے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ روزہ رکھنا ان پر آسان ہو جائیگا وہ روزے کی مشقت کو نہیں دیکھیں گے بھوک پیاس کی طرف ان کی توجہ نہیں جائیگی، وہ صرف یہی دیکھیں گے کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمارا خدا ہمیں ایمان والا کہہ رہا ہے ورنہ کی ایسے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو ایمان والا کہتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ“ یہ ایمان والے نہیں۔ تو یقیناً وہ شخص بڑی عظمت والا ہو گا جس کو اس کا رب کہے ”اے ایمان والے“۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والا اسے کہہ رہا ہے جو روزہ رکھے۔ اور یہ روزہ صرف اسی امت پر فرض نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ فرض تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے اور آپ کی امت پر عاشورہ (دس محرم) کا روزہ فرض تھا۔ جیسا نبیوں پر بھی رمضان کے

روزے فرض تھے مگر جب رمضان کا مہینہ گرمیوں میں آتا تو وہ روزے نہیں رکھتے تھے بلکہ موسم بہار میں روزے رکھتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح پہلی امتوں پر روزے فرض کیے تھے اسی طرح تم پر بھی فرض کیے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمان پر روزہ رکھنا آسان ہو جائے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں رمضان کی فضیلت

رمضان اور روزے کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: لَوْ يَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِي رَمَضَانَ لَتَمَنَّاتِ أُمَّتِي أَنْ يَكُونَ رَمَضَانَ السَّنَةَ كُلَّهَا۔ یعنی اگر لوگوں کو رمضان کی اہمیت معلوم ہو جائے تو یہ امت تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی رہے۔ (مسند ابویعلیٰ)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

روزہ ڈھال ہے، روزہ دار جہاد نہ کرے، نہ جہالت کی باتیں کرے، اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دوسرے یہ کہے میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے روزہ دار کے من کی بوالہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے، پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ہفتم ص ۳۵۳) نبی کریم ﷺ کا فرمان عا لیشان ہے:

جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی بھی بند نہیں رہتا۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی ایک بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور سرکش جنوں اور شیطانوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائی چاہنے والے آ جا اور اے بدائی کرنے والے باز آ جا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ ہر رات ہوتا ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۳)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے جب آپ نے پہلی سیر می پر قدم رکھا تو فرمایا: ”آمین“

سحری کھانا سنت مبارکہ ہے

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہی برکت ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کیونکہ ان میں برکت ہے اور اگر یہ نہ ملیں تو پانی سے کیونکہ یہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی شریف)

سنت طریقہ یہ ہے کہ افطار کے بعد دعا پڑھی جائے پہلے روزہ افطار کریں اسکے بعد دعا پڑھیں اور دعا یہ ہے:

یعنی اسے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر غمزدہ کیا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

پینے کی چیزیں سامنے رکھ کر کہیں گے کہ افطار کیا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱۰)

جان بوجھ کر کھانا پینا، صراغ کرنا، اور جان بوجھ کر تے (الٹی) کرنا جبکہ منہ بھر کر، ہوا روزہ بھی یاد ہو، آنکھوں میں دوائی ڈالنا، کسی سوراخ مثلاً ناک، منہ، پیشاب کی جگہ سے کوئی چیز داخل کرنا اور وہ چیز اندر چلی جائے، منہ میں کوئی چیز تھپی اسے ٹھک لیا جبکہ وہ پنے کے برابر ہو یا اس سے

وہ جس کے بغیر میں اوستہ کی شراکت

Page 2

۱۰ اصل جمعیت: **بسم اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:**

وَمِنْ مَضَالِكِ الْمَسَارِكِ مَشْرِعُ عَامٍ كَمَا نَفَى وَاسْطَلَى كَمَا حَكَمَ

وہاں انکار میں ہے کہ:

جو شخص اس بارگاہ میں تھما لے جو کہ بلا غرضی اعلانیہ کھائے ہے تو ہم کہہ گئے ہیں کہ

بڑی ہو، روزہ یاد ہونے کی صورت میں جان بوجھ کر یا بھول کر دوران وضو پانی حلق سے نیچے اتر گیا یا ناک میں ڈالا اور وہ دماغ تک پہنچ گیا۔ حقہ، سگار، سگریٹ پینا اور پان کھانا، مسواک کرتے ہوئے اتنا خون نکلنا کہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

روزہ توڑنے کا کفارہ

ایک غلام آزاد کرنا یا لگا تار ساٹھ (60) روزے رکھنا (اگر درمیان سے ایک بھی رہ جائے تو از سر نو شروع کرے) یا پھر ساٹھ مساکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔

قضا اور کفارہ کن صورتوں میں لازم آتا ہے

جان بوجھ کر جماع کرنا، جسم کے سوراخ کے ذریعے کسی چیز کو جسم میں داخل کرنا جسے بطور دوا یا بطور غذا استعمال کیا جاتا ہو، قے کرنا جبکہ منہ بھر ہوا اور جان بوجھ کر کی ہو۔

روزہ ضائع مت کریں

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سحری اور افطاری میں اذان کا انتظار کرتے ہیں، جب اذان ہوتی ہے تو کھانا پینا بند کرتے ہیں اور اسی طرح افطاری میں بھی اذان سن کر افطاری کرتے ہیں۔ حالانکہ سحری اور افطاری کا تعلق اذان سے نہیں بلکہ وقت سے ہے جیسے ہی وقت ہو جائے تو سحری کا کھانا پینا بند اور وقت افطار فوراً افطار کر لیا جائے۔

روزہ نہ رکھنے کی رخصت

اگر کوئی آدمی اتنا شدید بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے اسے جان جانے کا اندیشہ ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور اسی طرح حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت جسے یہ خوف ہو کہ اگر بچے کو دودھ نہیں پلائے گی تو بچے کی جان خطرے میں پڑ جائے گی اور شرعی مسافر، ان کو شرعاً اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھیں مگر رمضان المبارک کے بعد پورے سال میں جب بھی موقع ملے، روزوں کی قضا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

فدیہ: ایسا بوز حاد دی جو اس قدر کمزور ہو کہ روزہ رکھنے سے مزید کمزور ہو جائے گا یا جان جانے کا خطرہ ہو تو وہ ہر روزہ کا فدیہ دے یعنی کسی غریب آدمی کو دو وقت کا کھانا کھلائے۔

روزہ نہ رکھنے کا نقصان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے رمضان المبارک کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے تو وہ اگر عمر بھر بھی روزہ رکھے، تو اس ایک روزے کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

تراویح

تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ اور یہ مرد و عورت سب کے لیے ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑیں گے تو کسمپکار ہوں گے کیونکہ سنت مؤکدہ کو جان بوجھ کر چھوڑنا گناہ ہے اور تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ بیس رکعات امام الانبیاء علیہ السلام سے ثابت ہیں۔

ابن ابی شیبہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

بے شک نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں وتر کے علاوہ بیس رکعات پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ)

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

یعنی جو آدمی ایمان کے ساتھ ثواب طلب کرنے کے لیے رمضان میں قیام (تراویح) کرے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقے میں ہم سب کو رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

اسلام میں گداگری کی ممانعت

تحریر: علامہ محمد تقی عثمانی

عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ قال وهو علی منبر وذكر الصدقة والتعفف والمستلة اليد العليا خير من اليد السفلى فليد العليا هي المنفقة والسفلى هي السائلة - (بخاری شریف ۱۹۲۱، مسلم شریف ۳۳۲۲)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا صدقہ اور مانگنے سے بچنے کے متعلق اور مانگنے کی برائی ذکر فرمائی کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے۔

صدقہ

زکوٰۃ تو فرض ہے اور وہ بھی صدقہ ہے لیکن وہ تو صرف صاحب نصاب پر لازم ہوتی ہے اس کے علاوہ صدقاتِ نافلہ ہوتے ہیں جو کہ صاحب نصاب اور نصاب سے کم مالیت والے بھی کر سکتے ہیں بلکہ بعض صدقات فقراء اور مساکین بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ تسبیحات و تکبیرات بھی صدقہ کا حکم رکھتی ہیں، بلکہ کسی سے ہشتہ چہرے کے ساتھ ملنا بھی صدقہ ہوتا ہے اور یہ صدقات موجب اجر و ثواب اور بلیات و آفات کے نکلنے کا سبب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

علیکم بالصدقة فان الله تعالى ليد را بالصدقة سبعين بابا من البلاء ابسرها العزائم والهرص۔

ترجمہ: اپنے اوپر صدقہ لازم کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے ستر دروازے بلاؤں کے دفع فرماتا ہے۔ ان میں سے معمولی اور آسان دروازہ جذام (کوڑھ) برص (سفید داغ) ہے۔ (کشف الغمہ)

حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بالدوا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها۔

ترجمہ: صدقہ کرنے میں جلدی کرو، بے شک بلائیں اس سے تجاوز نہیں کر تیں (یعنی ٹل جاتی ہیں)۔ (مشکوٰۃ ص: ۱۶۷)

ان سہارک حدیثوں سے ثابت ہوا کہ معائب و بلیات اور آفات کا واحد علاج صدقہ ہے اور صدقہ کی برکت سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ صدقات گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں لیکن جس طرح ہر عمل میں اخلاص شرط ہے۔ اسی طرح صدقات بھی وہی نفع بخش اور فائدہ مند ہوتے ہیں جس میں اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب ہو اور ان کو احسان جتانے اور تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ضائع نہ کر لیا ہو جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

لا تبطلوا صدقاتکم بالکین والاذی۔

ترجمہ: اپنے صدقات احسان جتانے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ باطل نہ کرو۔

جس پر صدقہ کرے اُس کا احسان چاہے کہ اُس نے صدقہ قبول کر لیا، اس پر احسان جتانے اور اُس کو حقیر جاننے اُس کو تکلیف و اذیت پہنچانے سے صدقہ کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

سوال کرنے کی مذمت

بغیر حاجت شدیدہ اور سخت مجبوری کے سوال کرنا اور لوگوں سے مانگنا سخت مکروہ اور ناپسندیدہ امر موجب ذلت و رسوائی ہے بلکہ چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے محنت و مشقت کر کے گزارہ کرے اور صبر و قناعت کرے۔ بلکہ اس طرح وقت گزارنا مانگنے کی ذلت سے ہزار درجہ بہتر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم شریف میں ہے:

عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال والذي نفسي بيده لان ياخذ احدكم حبله فيحتطب على ظهره خمر له من ان ياتي رجلا فيسأله اعطاه ومنعه۔

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص رسی پکڑے اور اپنی پیٹھ پر لٹکڑی کا ٹکھا لاد کر لائے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے، وہ اسے دے یا نہ دے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ محنت و مزدوری کر کے کماتا اور کھانا لوگوں سے مانگنے سے بچنا، بہت بہتر ہے کیونکہ اس طرح نفس ذلیل و خوار ہوتا ہے اور اس کا وقار بکھوٹتا ہے ورنہ پھر گداگری کرتا

اور گھریوں میں محکم کر مانتنا اور طرح طرح کے حیلوں، بہانوں سے مانتنا اور جھوٹ بولنا کبھی ماں باپ کی بیماری ظاہر کرنا اور کبھی بے گھر ہونے کا بہانہ بنانا اور مال جمع کرنا اور گداگری کو پیشہ بنالینا بہت ہی معیوب امر اور ذلت و رسوائی کا باعث اور آخرت میں تباہی و بربادی کا سبب ہے۔

حدیث شریف میں سید و عالم ﷺ نے فرمایا:

جو لوگوں سے اپنا مال بڑھانے کے لئے سوال کرتا ہے وہ اپنے لئے (جہنم کے) انگاروں کا سوال کر رہا ہے۔ (اب اس کی مرضی) خواہ کم سوال کرے یا زیادہ۔

اسی طرح ایک حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا رہتا ہے۔ فقر یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجور لے کر چلا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مسکین کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اس کی ضروریات سے اس کو بے نیاز کر دے اور نہ اس کے آچار سے مسکینی و فقر کا پتہ چلے تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا مسکین، فقیر وہ نہیں ہے جو مروجہ گداگری کرتا ہے اور در بدر کی شوگریں کھاتا پھرتا ہے ہاں ایسا مسکین ہو جس کی نشاندہی حدیث میں کی گئی ہے جس کو اس کے حالات کا پتہ لگ جائے۔ وہ اس کی مدد کرے اور اس پر صدقہ کرے اور لوگوں سے تعاون کرائے جو وہ بہت بہتر ہے اور ایسے حاجت مند پر صدقہ کرنے کا بہت اجر و ثواب ہے بغیر ضرورت اور حاجت کے مانتنا قیامت میں ذلت و رسوائی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انسان سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

ان احادیث و روایات سے ظاہر ہوا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا، مانتنا اور گداگری کو پیشہ بنانا ذبیحی اور آخری ذلت و رسوائی کا سبب ہوگا اور مال داری کے لئے سوال کرنا ایسا ہے جیسے آگ کے انگاروں کا سوال کرنا اور مانتنے والا کل قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے ایسا ذلیل و رسوا ہوگا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔

اس مذکورہ حدیث میں بھی یہی ہے کہ آپ نے صدقہ کرنے پر ابھارا اور مانتنے کی برائی بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”اچھا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ اللہ تعالیٰ اپنے راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشنے۔ آمین

دارالافتاء آپ کے دینی مسائل اور ان کا حل

﴿وقتِ افطار کی تحقیق﴾

استاذ الاساتذہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

سوال ہمارے علاقے میں جتنے بھی نقشہ ہائے سحر و افطار شائع ہوتے ہیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ غروب آفتاب کے وقت میں 3 منٹ جمع کر کے وقتِ افطار مقرر کر دیا جاتا ہے مثلاً 2002-11-7 کو غروب شمس کا وقت 5 بج کر 16 منٹ ہے جبکہ وقتِ افطار 5 بج کر 19 منٹ یا زیادہ سے زیادہ 5 بج کر 15 منٹ مقرر کیا گیا ہے۔

لیکن پروفیسر محمد معروف صاحب گذشتہ کچھ عرصے سے جو نقشہ شائع فرما رہے ہیں۔ وہ بڑی شد و مد اور بے زور اصرار کے ساتھ فرماتے ہیں کہ باقی تمام نقشے جو کہ مدرسہ اشاعت العلوم چکوال یا دوسرے ادارے شائع کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ انہوں نے وقتِ افطار، غروب آفتاب میں 12 منٹ جمع کر کے شائع فرمایا ہے۔ مثلاً 7 نومبر کا وقت 5 بج کر 28 منٹ ہے اس طرح تقریباً آٹھ یا نو منٹ کا فرق ہے۔

آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں اپنی محققانہ رائے بذریعہ جوابی خط ارشاد فرما کر لوگوں کو اس الجھن سے نکالیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں مزید برکت عطا فرمائے آمین۔

مسائل: خادم علمائے حق۔ حافظ سلطان محمود علوی

پرنسپل شاہین ماڈل سکول کلر کبار ضلع چکوال

الجواب: شرعی مسئلہ میں تردد ہو یا معلوم نہ ہو تو طلب کی ضرورت ہے لیکن مسئلہ معلوم ہو اور فریقین موافق و مخالف موقف سے آگاہ ہوتے ہوئے سوال کریں تو مکارہ ہوگا۔ غروب کل آفتاب کے بعد ۱۲ منٹ تاخیر کرنا حضرت علامہ استاذ العلماء کی اپنی تحقیق ہے اور ان کے علاوہ بغیر دلیل ان کی پیروی میں ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ استاذ الاساتذہ نے کبھی اشتہار نکالا نہ کبھی کسی کو چیلنج دیا بلکہ اپنی رائے کے مطابق احتیاط فرماتے تھے ورنہ تو لازم آئے گا کہ ۱۲ منٹ تاخیر کے بغیر افطاری ناجائز ہے اور روزہ ضائع ہو جائے جبکہ استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام علماء فقہاء، مصنفین متون و شروخ و فتاویٰ سب حضرات غروب کل قرص آفتاب کو وقتِ نماز و افطار

قرار دے رہے ہیں، حضرت استاذ العلماء مولانا عطاء محمد صاحب کا معاملہ ایسا ہے جیسا کہ روایت میں ایک واقعہ عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا موجود ہے کہ انہوں نے رمضان میں مغرب کی نماز کے بعد افطار فرمایا جس کی تمام علماء کرام و اسلاف نے یہ تاویل فرمائی کہ اس صورت کے بیان جواز یا احتیاط یا افطاری مہیا نہ ہونے کی صورت میں ایسا کرتے، تو حضرت استاذ العلماء بھی اسی تاویل احتیاط پر عمل پیرا تھے، وہ تمام مسلمانوں کے عمل افطار کو کس طرح غلط کہہ سکتے تھے، لیکن علامہ بخیر دلیل اور بغیر سمجھے لوگوں اور تمام مسلمانوں کے روزہ پر فساد کا حکم لگا رہے ہیں اور بیخبر اشتہار وغیرہ سے کام لے رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے متعلق فرمایا: ائمة امة لا تشب ولا تحسب، یہ فرما کر ان کے لئے راہ سہولت نکالی کہ شریعت کے احکام کا مدار سورج و چاند کے حسی مراحل پر رکھا جن کا مشاہدہ و معاینہ عوام کے دائرہ حواس میں ہے، فجر صادق حسی معاملہ ہے، طلوع و غروب حسی معاملہ ہے اگر غروب قرص شمس تمام کو غروب شمس نہ مانیں اور کہیں کہ ابھی ۱۲ منٹ غیر حسی طور پر مزید باقی ہیں تو شریعت کا مدار مشاہدہ اور رویت پر نہ ہوگا، یسریس اللہ یکم المور، یسروا ولا تعسروا صوموا لرظیتہ وافطروا لرظیتہ، وغیرہ انصوص کو نظر انداز کرنا لازم ہوگا۔ پھر خاص افطار کے متعلق عجلت کی تاکید میں تمام روایات بے معنی قرار پائیں گی، لہذا تحقیق وہی ہے جو امام المسند مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے وہی حق ہے، اقبال لیل، ادب پارہ نماز، غربت الشمس کے معانی و مصداق اور ان کی تشریح اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ جلد پنجم، اوقات کی بحث، جلد دہم کتاب الصوم، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن دیکھیں۔ پھر علامہ نووی شرح مسلم، طاعلی قاری، شامی کی کتب کے یہ مقامات دیکھیں، اقبال لیل کا مطلب اور غربت الشمس کا مطلب، واضح ہو جائے گا کہ یہ سب غروب قرص آفتاب کی علامت ہیں اصل حکم غروب کل قرص آفتاب ہے جو کہ حسی معاملہ ہے جس طرح اقبال و ادب پارہ نماز حسی ہیں۔ پھر یہ کہ تمام فقہاء کرام نے نماز شرعی، فجر صادق کے طلوع تا کل قرص آفتاب کے غروب کو قرار دیا ہے نیز یہ بھی مسلمہ بات ہے کہ نماز مغرب اور افطار کا وقت ایک ہے اگر افطار کے لئے ۱۲ منٹ تاخیر کرنی ضروری ہے تو نماز مغرب بلکہ اذان مغرب کے لئے بھی روزانہ ۱۲ منٹ کی تاخیر لازم ہوگی، ہاں اگر احتیاط کی بات کریں افضل کہیں، جائز کہیں، تو کوئی اعتراض نہیں تاہی انکار ہے لیکن ضروری لازمی نہ کہیں، کیونکہ یہ شریعت پر افتراء ہے اور مسلمانوں سے سہولت چھین کر ان کو عسر اور مشکل اور حرج میں ڈالنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے



پنجاب کے ایجنسیوں میں شہر آبادی کا تخمینہ ۱۰۰ کروڑ ہے

رمضان کیلنڈر اگست 2011ء



وقت افطار	منہاجے	رمضان المبارک اگست	ام ایام	اوقات
6:59	3:47	2	1	مسکّل
6:58	3:47	3	2	بدھ
6:56	3:48	4	3	جمعرات
6:56	3:49	5	4	جمعہ
6:55	3:50	6	5	ہفتہ
6:54	3:51	7	6	اتوار
6:53	3:52	8	7	پیر
6:52	3:53	9	8	مسکّل
6:51	3:54	10	9	بدھ
6:50	3:55	11	10	جمعرات
6:49	3:56	12	11	جمعہ
6:48	3:57	13	12	ہفتہ
6:47	3:58	14	13	اتوار
6:47	3:58	15	14	پیر
6:46	3:59	16	15	مسکّل
6:45	4:00	17	16	بدھ
6:44	4:01	18	17	جمعرات
6:43	4:02	19	18	جمعہ
6:42	4:03	20	19	ہفتہ
6:40	4:04	21	20	اتوار
6:39	4:05	22	21	پیر
6:38	4:06	23	22	مسکّل
6:37	4:07	24	23	بدھ
6:36	4:08	25	24	جمعرات
6:35	4:09	26	25	جمعہ
6:34	4:10	27	26	ہفتہ
6:32	4:10	28	27	اتوار
6:31	4:11	29	28	پیر
6:30	4:12	30	29	مسکّل
6:29	4:13	31	30	بدھ